سورۃ جاثیۃ

مکی ہے۔ اسکے حروف (۲۱۳۱) کلمے (۴۸۸) آیات (۳۷) ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۝ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ

لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ وَ فِیۡ خَلۡقِکُمۡ وَ مَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ۝ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ

وَ النَّہَارِ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ

آیات معاً حمزہ کسائی نصب کیساتھ اسم اِنَّ پر عطف ہوکر پڑھتے ہیں۔ الریح حمزہ کسائی افراد سے

ان فی السمٰوٰت۔ اسمیں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ بغیر تقدیر و تاویل کے اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی نفس آسمان و زمین میں آیات ہیں مثل سورج چاند ستارے حیوانات نباتات معادن کے کہ وہ وجود باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خلق کو مقدر مانیں یعنی ان فی خلق السمٰوٰت والارض جیساکہ سورہ بقر میں اسکی تصریح کیگئی ہے (خفاجی مع کبیر) لآیات للمؤمنین اللہ تعالیٰ نے ان فواصل میں پہلے مومنون پھر یوقنون پھر یعقلون فرمایا اسمیں نکتہ یہ ہے کہ ان سے کہا گیا اگر تم ایمان دار ہو تو ان دلائل میں غور فکر کرو اور اگر تم مومن نہیں ہو بلکہ طالب یقین ہو تو ان دلائل کو سوچو سمجھو اور اگر تم ایماندار ولی اور یقین کرنیوالوں میں سے نہیں ہو تو کم سے کم عقلمندوں کے زمرہ میں سے تو ہو جاؤ اور ان دلائل کے پہچاننے میں کوشش کرو (کبیر) وفی خلقکم ومایبث۔ ما کا عطف ضمیر مجرور پر جو خلقکم میں ہے درست نہیں اسلئے کہ عطف ضمیر متصل پر خواہ وہ اسم سے مجرور ہو یا حرف سے بغیر اعادہ جار کے صحیح نہیں ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جزو کلمہ کے مانند ہوتی ہے۔ بلکہ ما کا عطف خلق پر ہے جو مضاف ہے ضمیر کیطرف (خفاجی مع بیضاوی) من رزق۔ بارش کو رزق اسواسطے کہا کہ وہ روزی کا سبب ہے (بیضاوی) ۱۲

اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۝ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ
وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ قرآن کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے بیشک د
شبہ مومنوں کیلئے آسمانوں میں اور زمین میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں اور
تمھاری پیدائش میں اور اُن جانداروں میں جنھیں (اللہ زمین میں) پھیلاتا ہے (ہماری
قدرت کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں ۔ اور رات دن کے
آنے جانے میں اور اس روزی (یعنے پانی) میں جسے اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس
زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کیا ۔ اور نیز ہواؤں کے ردوبدل میں (ہماری قدرت
کی) نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں ۔ (اے نبی) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنھیں
ہم تمھیں ٹھیک ٹھیک پڑھکر سناتے ہیں تو اللہ اور اسکی آیتوں کے بعد یہ (اور) کس بات پر
ایمان لائیں گے ۔ خداوند عالم نے پہلے پہل قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا بیان فرمایا
اسوجہ سے کہ تمام احکام شرعیہ کی حقیقت اسی پر مبنی ہے پھر اپنی وحدانیت و قدرت کے
مختلف دلیلوں کو بیان فرمایا پھر بھی جو نہ مانیں تو انھیں زجر و توبیخ فرماتا اور عذاب

تُؤۡمِنُوۡنَ ابن عامر، شعبہ، حمزہ، کسائی نے خطاب سے

فبای حدیث الخ ۔ ای بعد آیات اللہ اور اللہ کے نام کی تقدیم مبالغہ اور تعظیم کے لئے ہے مثل اعجبنی
زید و کرمہ کے ہے کہ جو شخص اللہ کے کلام پر ایمان نہیں لایا تو وہ اللہ کے سوا کسی کلام پر ہرگز ایمان نہ لائیگا
بعضوں نے کہا کہ اس سے (مراد) قرآن ہے پس اگر وہ اسپر ایمان نہ لائیں گے تو پھر کونسی کتاب پر ایمان لائیں گے
اور اس کے بعد تو کوئی کتاب نہیں ہے (بیضاوی مع ضیا پوری)

شَدِيْدٍ سے ڈراتا ہو۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۙ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا
كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ِ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ ہر جھوٹے گنہگار کی خرابی ہو۔ کہ جو اللہ کی آیتیں اسکے یہاں پڑھی
جاتی ہیں توسنتا ہو پھر تکبر سے (اپنے کفر پر) اڑا رہتا ہو گویا کہ اس نے انھیں سنا ہی نہیں
تو اُسے (اے نبی) دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ اور جب ہماری آیتوں میں سے کسی
(آیت) کو جانتا ہو (تو) اسکی ہنسی کرتا ہو۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنیوالا عذاب ہو۔ ان کے
آگے جہنم ہو اور انکی کمائی انھیں کچھ فائدہ نہ دیگی اور نہ وہ (کچھ کام آئیں گے) جنھیں اللہ کے سوا
انھوں نے اپنا کارساز بنایا تھا اور انھیں بڑا عذاب ہو۔ یہ (قرآن) ہدایت ہو اور جن لوگوں نے
اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا انھیں سخت دردناک عذاب ہو۔ ان آیتوں میں کافروں
کے چند برے صفات بیان فرماکے ہر صفت کے بعد ایک ایک قسم کے عذاب سے ڈرایا۔ اور

ع ۱۱ | ۱۶ — اَلِيْمٌ نافع، ابوعمرو، ابن عامر، حمزہ، کسائی، حفص سے صفت، رجز سے۔

۱ افاک۔ بالفتح وتشدید کاف دروغ گو (منتخب) یصر۔ الاصرار کل عزم شددت علیه بقول (مفردات) اصرار
بر معصیت ایستادن یعنے برارتکاب ومباشرت اک دائم ومواظب بودن (کنز) کان لم یسمعہا۔ موضع حال
میں ہی یعنے یصر مثل غیر السامع (بیضاوی) من ورائہم۔ وراء اس جہت کا نام ہو کہ جس سے آدمی چھپ سکے خواہ وہ
آگے ہو یا پیچھے (کبیر) رجز۔ اشد العذاب (کبیر) رجز عذاب (کنز) الیم۔ صفت عذاب ہو۔ ۱ے (ابن کثیر) ۲ے ابن کثیر

بیشک وہ ان عذابات کے مستحق ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے اُنپر قسم قسم کے احسانات فرمائے اور انھوں نے انکی ناشکری کی چنانچہ بعض احسانات کا ذکر ان آیتوں میں فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْہِ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

اللہ ہی ہے جس نے تمھارے لئے سمندر کو تابع کر دیا تاکہ اسمیں اللہ کے حکم سے جہاز چلیں اور تاکہ تم اسکے فضل سے (روزی کی) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (ان) سب کو اپنی طرف سے تمھارے تابع کر دیا بیشک شبہ اسمیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں۔ بعد دلائل توحید و قدرت و حکمت اخلاق حمیدہ و افعال کریمہ کی تعلیم دیتا ہے۔ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْہَا

ع ۱ ۲ ۶ ۱۲۶

یَجْزِیَ ابن عامر، حمزہ کسائی۔ نون تکلم سے

ع ۱ ۲ ۵

سَخَّرَ لَکُمْ۔ التسخیر ایضا التذلیل (مختار) تسخیر۔ رام کردن (کنز) جَمِیْعًا مِّنْہُ۔ موضع حال میں ہے یعنے کائنۃ منہ و حاصلۃ من عندہ یا خبر مبتدا محذوف یعنے ذٰلک منہ او ھو منہ (کبیر) اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے کہ ساری چیزیں تمھاری مسخر اور فرمانبردار ہیں کہیں ایسا ہو کہ پھر تم انمیں سے کسی کے کہیں مطیع و فرمان بردار ہو جاؤ۔ بلکہ تم اُسی کے فرمانبردار بنے رہو جس نے ساری چیزوں کو تمھارے زیر حکومت کیا کیونکہ ستے تمھیں سبکا میاں بنایا ہے اور اس نے تمھیں اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس اب جو کسی دنیوی چیز کا بندہ بنے تو وہ اللہ کے فضل و احسان کو بھول گیا۔ اور عبودیت کا حق نہ ادا کیا۔ مقولہ ہے ہر چہ در بند آنی۔ بندہ آنی۔ قُلْ اسکا مقولہ محذوف ہے بسبب دلالت جواب کے تقدیر یوں ہے قل لہم اغفروا یغفروا (بیضاوی) بعض مفسروں نے اس آیت کو آیت قتال سے

ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ (اے نبی) ایمان والوں سے کہدو کہ ان لوگوں سے درگذریں

جو اللہ کے (عذاب کے) دنوں سے نہیں ڈرتے کہ اللہ ان لوگوں کو اُس کا

بدلہ دے جو یہ کرتے تھے۔ جس نے نیکی کی تو اپنے ہی لئے اور جس نے برائی کی تو اُس

(کا وبال اُسی) پر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یعنے کافروں کی چھوٹی

چھوٹی باتوں سے درگذرو۔ کیونکہ ہم ہر ایک کا بدلہ دینے والے ہیں۔ اگرچہ یہ بیان موجب

ہدایت قوم ہے لیکن جسطرح بنی اسرائیل نے حق کو جانکر عناد و سرکشی کی اسی طرح کفار قریش

بھی انھیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کا حال بیان فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اور ہم نے بنی

اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت دی اور ہم نے انھیں پاک چیزوں سے روزی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) منسوخ کہا ہے۔ ایام۔ ایام کا استعمال مجازاً وقایع کیلئے مشہور ہے (خفاجی) و ربما عبروا عن الشدۃ

بالیوم یقال یوم الیوم کما یقال لیلۃ لیلاء (مختار) لیجزی۔ علت ہے اغفروا مقدر کی (خفاجی) لہ ابن عباس

رضی اللہ عنہما و قتادہ سے مروی ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا کہ مشرکوں اور اہل کتاب کی ایذا رسانی پر صبر و تحمل کریں

پھر جب وہ اپنی سرکشی و عناد پر اڑے رہے تو اللہ نے جہاد کا حکم نازل فرمایا (ابن کثیر) ٹہ قوم سے مراد مومنین ہیں

یا کافر یا دونوں اور تنکیر تعظیم کے لئے ہے یا تحقیر کیلئے (بیضاوی) والحکم۔ اس سے مراد یا تو علم و حکمت ہے یا علم فیصلہ یا

علم معرفت احکام الٰہی یعنی علم فقہ ہے (کبیر) علی العالمین۔ ای علی عالمی زمانہم (کبیر) بینات۔ اسمیں معجزات بھی

داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی ادلہ دمنہ ہیں (خفاجی) ۱۲۔

دی اور انھیں ساری جہان پر بزرگی دی دیتھی) اور ہم نے انھیں امر (دین) کی واضح دلیلیں
عنایت کیں پھر انھوں نے اختلاف نہیں کیا لیکن علم آنے کے بعد اپنی باہمی ضد سے
بیشک (اے نبی) تمھارا رب ان کے درمیان میں جس بات میں کہ وہ جھگڑتے تھے روز قیامت
فیصلہ کردیگا۔ باوجودیکہ ہم نے بنی اسرائیل کو دینی و دنیوی نعمتوں سے سرفراز کیا پھر بھی انھوں
نے نہ مانا اور دین میں تفرقہ اندازیاں کیں اور بنی اسرائیل کا اختلاف اپنی کتاب و دین میں
روز بروز بڑھتا ہی گیا اس لئے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جامع شریعت دیکر روانہ
۱۸ فرمایا جسطرح ارشاد ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
۱۹ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ
۲۰ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ پھر (اے
نبی) ہم نے تمھیں حکم دین کی ایک راہ پر قائم کردیا تو تم اسی (شریعت) کی اتباع کرو اور جو
لوگ نہیں جانتے ان کے خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں
تمھارے کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ

لہ بیضاوی۔ علی شریعۃ۔ الشرع مصدر ثم جعل اسما للطریق النہج فقیل لہ شرع وشریعۃ واستعیر
ذالت للطریقۃ الالٰھیۃ (مفردات) شریعت۔ راہ و روشے کہ خدای تعالی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہادہ اند آنرا
بزبان فارسی کیش خوانند (کنز) لن یغنوا۔ اغنانی کذا واغنی عنہ کذا اذا کفاہ (مفردات) اغنا توانگر
کردن کسے را و بے نیاز کردن و فائدہ دادن (منتخب) بصائر۔ جمع بصیرت روشن (کنز ومنتخب) ۱۲

متقیوں کا دوست ہے۔ یہ (قرآن کی باتیں) لوگوں کے لئے روشن دلیلیں ہیں اور
جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ بنی اسرائیل کی پیروی تو
وہی شخص کریگا جسے اپنے دین میں شک و شبہ ہو اور شریعتِ محمدی تو واضح اور ظاہر
ہے۔ اور انکا خوف بھی نہیں کیونکہ متقیوں کا ناصر و مددگار اللہ تعالےٰ ہے آپ ان
دلائلِ واضحہ پر بھی کوئی شخص راہِ حق سے پھرے تو وہ خود ہی خراب ہوا۔ وہ کسطرح
ہدایت یافتہ کے برابر ہوسکتا ہے جس طرح ارشاد ہے۔ اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ
اَنۡ نَّجۡعَلَہُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحۡیَاہُمۡ وَمَمَاتُہُمۡ سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ
وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَلِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ
جو لوگ برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں کیا انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم انھیں اُن لوگوں کے
جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام (بھی) کئے کہ یکساں ہو انکا جینا اور
انکا مرنا یہ لوگ برا حکم لگاتے ہیں۔ اور اللہ نے آسمانوں (کو) اور زمین کو (حکمت) حق کے
ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔
برے لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ انکی زندگی اور موت اچھے لوگوں کے مرنے اور جینے کے

ع ۱۰ ۳
سَوَآءً ۱۸ نافع۔ مکی۔ ابوعمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ رفع سے بنابر بدلیت کے کاف سے جو کالذین میں ہے اور وہ نجعل کا مفعول ثانی ہے۔

اجترحوا۔ الاجتراح اکتساب الاثم اصلہ من الجراحۃ (مفردات) اجتراح کسب کردن (کنز) سواءً
محیاھم۔ نجعلہم کی ضمیر سے حال ہے۔ محیاہم اور مماتہم سواء سے مرفوع ہیں جو معنی میں مستوی کے ہے (مدارک) ولتجزی بالحق
پر معطوف ہے اسلئے کہ وہ علت کے معنی میں ہے۔ یا علت محذوفہ پر معطوف ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی لیدل بہا علیٰ قدرتہ ولتجزی الخ (بیضاوی)

برابر ہیں۔ نیک و بد ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نیک اپنے مالک کی طاعت میں جیتے ہیں اور دار
آخرت کی فکر میں رہتے ہیں اور بُرے اپنے خالق کی مخالفت میں جیتے اور دنیا کی جاہ و
عزت کے خیال میں رہتے ہیں اُن کے لئے موت کے وقت خوشخبری و بشارت ہے اور
ان کے لئے تکلیف و رسوائی اور ذلت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح
خاردار کیکر سے انگور نہیں حاصل ہوتے ہیں اسیطرح فاسق و فاجر بزرگوں کا مرتبہ نہیں پاسکتے
غرض یہ کہ پیدایش آسمان و زمین کی علتِ غائی انسانِ کامل
ہے۔ پھر اللہ تعالے اسکا ثواب اور اسکے مخالفوں کا عذاب بموجب عدالت کسطرح ترک
فرمائیگا۔ اور یوں تو ہر شخص اپنی خواہش کی پیروی کرکے یہ سمجھتا ہے کہ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں
حالانکہ یہ سب گمراہی کا سبب ہے جسطرح ارشاد ہے۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ
اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (اے نبی) کیا تم نے اُسے دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا اور

ع ۱۰

غِشٰوَةً حمزہ۔ کسائی فتح غین وسکون شین سے۔ تَذَكَّرُوْنَ نافع۔ مکی۔ ابوعمرو ابن عامر۔ شعبہ تشدید ذال سے۔

لہ مسروق رح سے روایت ہے کہ تمیم الداری رح ایک رات نماز میں کھڑے ہوے اور برابر صبح تک یہی آیت ام حسب الذین
الخ پڑھتے اور رکوع وسجدہ کرتے رہے۔ فضیل بن عیاض رح یہ آیت بار بار پڑھتے تھے۔ اور روتے تھے اور کہتے تھے
"اے فضیل کاش تجھے معلوم ہوتا کہ تو ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق میں ہے؟ (ابن کثیر) واضله الله علی
علم۔ اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ یہ گمراہی کا مستحق ہے۔ دوسرے یہ معنے کہ اسے علم کے پہونچنے اور حجت و الزام
قایم ہونے کے بعد گمراہ کیا گیا۔ دوسرا قول پہلے کو مستلزم ہے۔ اور اسکا عکس نہیں۔ (ابن کثیر) علی علم۔ حال
من الفاعل ای حال کونہ تعالی عالما بضلالہ ویمکن ان یجعل حالا من المفعول (روح) ۱۲۔

اور علم کے ہوتے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اسکے کانوں پر اور اسکے دل پر مہر لگا دی

ہے اور اسکے آنکھوں پر پردہ ڈالدیا ہے اللہ کے (گمراہ کرنے کے) بعد کون اسے ہدایت کریگا

کیا تم لوگ نصیحت نہیں لیتے۔ یعنی وہ اپنی خواہش کا محکوم ہے جس چیز کو اسکا نفس اچھا
سمجھتا ہے وہ اسے اچھا سمجھنے لگتا ہے اور جس چیز کو اسکا نفس برا کہتا ہے وہ اسے برا سمجھنے
لگتا ہے غرض یہ کہ وہ اپنے نفس امارہ کا بندہ بن جاتا اور اللہ رسول کی اطاعت سے روگردان
ہوجاتا ہے جو اسکے لیے سراسر گمراہی ہے۔ پھر اسباب گمراہی میں سے ایک اور سبب یعنی کافروں کا

قیامت سے انکار کرنا اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ وَإِذَا

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور کہتے ہیں ہماری تو یہ دنیا ہی کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہمیں

لہ کبیر سلہ اس آیت میں معتزلہ کا رد ہے کہ وہ تحسین و تقبیح کو عقلی مانتے ہیں حالانکہ ہر شئے کا حسن و قبح اللہ تعالےٰ کے حکم پر منحصر ہے۔ الدھر۔ فی الاصل اسم لمدۃ العالم من مبدا وجودہ الی انقضائہ (مفردات) الزمان الطویل والابد الممدود والف سنۃ (قاموس) دہر زمان وزمانہ وز ملنے کہ نہایت داشتہ باشد۔ (کنز) سلہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم اپنے باپوں کے صلب اور ماؤں کے رحم میں نطفہ تھے اسکے بعد دنیا میں پیدا ہوئے۔ دوسرے یہ معنی کہ ہم مرجاتے ہیں اور اپنی اولاد کے باقی رہنے کے سبب سے زندہ رہتے ہیں۔ تیسرے یہ معنی کہ بعض مرتے ہیں اور بعض زندہ رہتے ہیں (کبیر) سلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے مجھے آدم کے بیٹے نے تکلیف پہنچائی زمانہ کو گالی دیتا ہے اور میں زمانہ ہوں۔ میری ہاتھ میں کام ہے

ہلاک کرتا ہی۔ اور انھیں اسکا کچھ علم نہیں ہی یہ محض گمان کرتے ہیں۔ اور جب ہماری واضح
آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو انکی حجت[۱] یہی ہوتی ہی کہ کہتے ہیں " اگر تم سچے ہو
تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ" کافروں نے معاد کے ساتھ ذات باری تعالےٰ کے
صفات احیاء و اماتت کا بھی انکار کیا۔ کہ جسطرح قیامت میں کوئی زندہ نہیں کرتا۔
اسی طرح ہمیں کوئی مارتا بھی نہیں تو اللہ تعالےٰ نے جواب میں فرمایا کہ یہ سب انکی
جہالت کا سبب ہی اور دلائل قطعی جو مبدا و معاد پر قائم ہیں اسکے جواب میں صرف
یہ کہدینا کہ "ہمارے باپ دادا کو زندہ کرو" لغو ہی۔ اسی لئے انکی سرزنش و توبیخ کے بعد احیا
و اماتت کی صفتیں اپنے ہی لئے ثابت فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰہُ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ؏ (اے نبی) کہدو کہ اللہ الربع ع ۳ ۵ 14
تمھیں جلاتا ہی پھر تمھیں مارےگا پھر تمھیں قیامت کے دن اکٹھا کریگا اسمیں کچھ بھی شک
نہیں ولیکن بہتیرے لوگ نہیں جانتے۔ لیکن یہ انکا قصور فہم ہی۔ قیامت کا قائم کرنا اگر

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رات اور دن کو بدلتا ہوں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہی کہ زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ اللہ
ہی زمانہ ہے (ابن کثیر از بخاری و داؤد و نسائی) امام شافعی اور ابو عبیدہ اور انکے سوا اور ائمہ نے لا
تسبوا الدھر الخ کے یہ معنی بیان کئے کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کو جب کوئی تکلیف یا بلا پہنچتی تو وہ زمانہ کو بھلا برا
کہتے تھے اور زمانہ کا خالق تو اللہ ہی ہی تو گویا انھوں نے اللہ کو گالیاں دیں اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس اعتبار سے زمانہ کو برا بولنے سے منع فرمایا۔ (ابن کثیر) [۱] حجتہم کان کی خبر ہی اسکا اسم
ان قالوا ہی یعنے ماکان حجتہم الا مقالتہم ایتوا الخ۔ بعضوں نے کہا کہ کان کا اسم حجتہم ہی اور اسکی خبر ان قالوا ہی
(مدارک) اسکو حجت ... [illegible] ... کے اعتبار سے ہے (کشف ...)

کیا مشکل ہے جو ساری کائنات کا مالک ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ○ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اور آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور جسدن قیامت قایم ہوگی اسدن جھٹلانیوالے نقصان اٹھائیں گے۔ اور (ای مخاطب) تو ہر گروہ کو زانوؤں پر بیٹھا ہوا دیکھیگا۔ ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کی جانب بلایا جائیگا۔ (اور کہا جائیگا) آج تمھیں اُسکا بدلہ دیا جائیگا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب تمھارے روبرو سچائی کے ساتھ بولیگی۔ اسلئے کہ تم جو کچھ کرتے تھے ہم اُسے لکھواتے تھے۔ ذکرِ قیامت کے بعد نیک بختوں اور بدبختوں کے حالات جو قیامت میں ہوں گے بیان فرماتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ

لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ○ وَ

بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ

السَّاعَةُ حمزہ نصب ہے۔

جاثیۃ۔ مجاہد و کعب الاحبار و حسن بصری نے کہا کہ ہر امت گھٹنوں کے بل ہوگی۔ عکرمہ نے کہا کہ یہاں گھٹنے کے بل مراد نہیں ہے بلکہ جاثیۃ سے مراد یہ ہے کہ ہر امت جدا کر کے علیحدہ کر دیجائے گی۔ لیکن قول اول اظہر ہے (ابن کثیر) جثو جثی بزانو نشستن (کنز) [illegible] یعنی کتاب اعمال (ابن کثیر) نستنسخ۔ استنساخ۔ کتابت کردن خواستن (کنز)۔

كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَأْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو انکا

پروردگار انھیں اپنی رحمت میں داخل فرمائیگا یہی صریح کامیابی ہے۔ اور لیکن جو لوگ کافر ہوئے (انسے کہا جائیگا) کیا میری

آیتیں تمھارے سامنے نہیں پڑھی جاتی تھیں پھر تم نے (انکی پیروی سے) سرکشی کی اور تم لوگ گنہگار تھے۔ اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ کا

وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شک نہیں تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے۔ ہم (اسے) محض ایک خیال سمجھتے

اور ہم اسپر یقین لانیوالے نہیں۔ اور انپر انکے اعمال کی برائیاں (آخرت میں) ظاہر ہو گئیں اور انھیں اس عذاب نے گھیر لیا جس

وہ ٹھٹھا کرتے تھے اور (انسے) کہا جائیگا کہ آج ہم تمھیں بھلا دینگے جیسا کہ تم نے اس دن کے ملنے کو بھلا دیا تھا اور تمھارا ٹھکانا دوزخ

اور تمھارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ (عذاب) اسلیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا مقرر کیا تھا اور تمھیں دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈالدیا

تھا۔ تو آج یہ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ انکی معذرت قبول ہوگی۔ جب اللہ تعالے اپنی حکمتوں وغیرہ کو بیان فرما چکا تو

اب اپنی عظمت جلال اور حمد و ثنا پر سورت کو ختم فرماتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور

پروردگار ہے زمین کا پروردگار ہے سارے جہان کا۔ اور اسیکی بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست (اور) حکمت والا

يَخْرُجُوْنَ حمزہ کسائی بفتحہ

ع ۴

لہ یعنی جنت ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالے نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے جسپر میں مہربانی کرنا چاہونگا اسکو تجھ میں داخل کرونگا (ابن کثیر) ۲ (ابن کثیر) ۳ یعنی ہم تمھیں عذاب میں چھوڑ دینگے جیسا کہ تم نے طاعت کو چھوڑ دیا جو قیامت میں کام آتی۔ دوسرے معنی یہ کہ ہم تمھیں بھولی ہوئی شی کی طرح کر دینگے کہ جسکی پرواہ نہیں ہوتی جیسا کہ تم نے ہمارے اس دن کی ملاقات سے بے پروائی کی اسکے لیے کچھ تیاری نہیں کی اور صحیح بخاری میں ہے کہ اللہ تعالی روز قیامت اپنے بعض بندوں سے فرمائیگا کیا میں نے تیرا نکاح نہیں کر دیا تھا۔ کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کیا جواب دیگا کہ اے پروردگار یہ سب کچھ تو نے مجھے دیا۔ پھر فرمائیگا کیا تجھے میری ملاقات کا خیال تھا کہیگا کہ نہیں اللہ تعالی فرمائیگا کہ آج میں تجھے بھولا جاتا ہوں جیسا کہ تو مجھے بھولا تھا (ابن کثیر) ۴ الکبریاء سے مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد سلطان ہے یعنی وہ ایسا بزرگ و برتر ہے کہ ہر چیز اسکے آگے فروتنی کرتی ہے اور اسکی محتاج ہے (ابن کثیر) ۵ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ عظمت میری ازار ہے اور کبریائی میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کا بھی مدعی ہوگا تو میں اسے دوزخ میں داخل کر دونگا (ابن کثیر از مسلم) الحمد للہ کہ سورۂ جاثیہ ختم ہوا جو کچھ فروگذاشت ہوئی ہو خدا وند کریم معاف فرمائے۔